امام محمدؐ بن مسلم — ابنِ شہاب — زہری

سنہ ۵۱ھ ـــــــــ سنہ ۱۲۴ھ

(مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

(۲)

مورخین کی نگاہ میں مرتبہ و مقام آپ کے متعلق مشہور مؤرخ ابن سعد فرماتے ہیں۔

کان الزھری ثقۃ کثیر الحدیث والعلم والروایۃ فقیھا جامعاً[۱]

زہری ثقہ، کثیر الحدیث، وسیع علم رکھنے اور بہت روایات بیان کرنے والے جامع فقیہ تھے۔

عالم اسلام کے شہرہ آفاق مورخ قاضی ابن خلکان رقم طراز ہیں۔

ابوبکر محمد بن مسلم ابن شھاب القرشی الزھری احد الفقھاء والمحدثین والاعلام التابعین بالمدینۃ۔[۲]

ابو بکر محمد۔ ابن شہاب زہری جو مدینہ منورہ کے فقہاء، محدثین اور سربرآوردہ تابعین میں سے ایک ہیں۔

ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں۔

الامام ابوبکر محمد ابن شھاب الزھری المدنی احد الفقھاء السبعۃ واحد الاعلام المشھورین[۳]

ابو بکر محمد۔ ابن شہاب زہری مدینہ کے فقہائے سبعہ اور چوٹی کے علماء میں سے ایک مشہور امام ہیں۔

مفسر بے نظیر اور مورخ شہیر حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

محمد بن مسلم ابن شھاب ابوبکر

محمد بن مسلم ابن شہاب ابو بکر زہری جو

---

۱ تہذیب التہذیب ص۴۴۸ ۲ ابن خلکان ص۴۵۱ ج۱ ۳ شذرات الذہب ص۱۶۱ ج۱

القرشی الزهری احد الاعلام — مسلمانوں کے اونچے طبقہ کے اماموں میں سے
من ائمة الاسلام تابعی جلیل[۱] — ایک امام اور جلیل القدر تابعی ہیں۔

جامعیت اور کمال | علم و فضل کا مخزن تھے۔ عنفوان شباب ہی میں حجاز کا تمام علم اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا تھا۔ اور کوئی قابلِ ذکر علمی چیز ایسی باقی نہیں تھی جس تک رسائی نہ ہوئی ہو چنانچہ خود فرماتے ہیں ۴۵ سال ہوئے میں برابر شام سے حجاز اور حجاز سے شام آتا جاتا ہوں مگر میں نے کبھی کوئی ایسی حدیث نہیں سنی جس سے میرے کان پہلے آشنا نہ ہوں[۲]۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حجاز میں کثیر تعداد میں ایسے لوگ موجود تھے جو فرداً فرداً پوری یونیورسٹی کا حکم رکھتے تھے۔ جب ہی تو امام عراک بن مالک نے کہا ہے کہ "میرے نزدیک آپ فقہاء سبعہ سے زیادہ علم رکھتے تھے اور یہ کمال کسی خاص فن کے ساتھ مخصوص نہیں تھا بلکہ بمصداق ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ہر فن میں یکتائے روزگار تھے، حدیث، تفسیر، فقہ، ایام عرب، انساب، تاریخ، جرح و تعدیل، غرض علوم دین سے متعلق کوئی موضوع ایسا نہ تھا جس میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل نہ ہو۔ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ اور دوسرے ہر طبقہ کے علما کا علم آپ نے اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا تھا۔ چنانچہ جعفر بن ربیعہ نے امام عراک سے پوچھا "اہل مدینہ میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ بولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کے قضایا کو سب سے زیادہ جاننے والے فقہ میں بے نظیر دسترس کے مالک اور پہلے لوگوں کے علم سے سب سے زیادہ واقف امام سعید بن مسیّب تھے، حدیث کا بے پایاں علم رکھنے والے حضرت عروہ بن زبیر تھے۔ حضرت عبید اللہ کا یہ حال تھا کہ اگر آپ ان سے علم کا سمندر بہانا چاہتے تو بہا سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک ان سب سے بڑے عالم اور فقیہ ابن شہاب زہری ہیں کیونکہ ان تمام حضرات کا علم ان کے سینہ میں محفوظ ہے۔

آپ کا اپنا بیان ہے ایک دن خلیفہ ہشام بن عبد الملک کا کاتب سالم میرے پاس آیا اور کہا امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ آپ ان کے صاحبزادے کیلئے اپنی کچھ احادیث لکھ دیں۔ میں نے کہا اس وقت تو میں دو حدیثیں بھی یکے بعد دیگرے لکھانے پر قادر نہیں ہوں کل سے ایک یا دو کاتب

---

[۱] البدایہ والنہایہ ص ۳۴۰/۹ج [۲] ایضاً ص ۳۴۲/۹ج [۳] صفة الصفوه ص ۷۷/۲ج۔

بھیج دینا - ہر روز میرے پاس تشنگانِ علم کی ایک جماعت آتی ہے اور مجھ سے وہ وہ مسائل پوچھتی ہے جو پہلے کسی نے نہیں پوچھے ہوتے چنانچہ اس نے دو کاتب بھیج دیئے جو بلا ناغہ سال بھر مجھ سے لکھتے رہے - پھر ایک دن مجھے وہی کاتب ملا اور کہنے لگا اے ابوبکر اب تو ہم نے آپ کا علم بہت حد تک کم کر دیا ہوگا - میں نے کہا - واللہ! ہرگز نہیں پہلے تو میں کناروں پر پھر رہا ہوں - علم کی وسیع اور ناپید کنار وادیوں میں تو اب اترا ہوں[1] امام احمد بن حنبل، معمر سے روایت کرتے ہیں ہم سمجھتے تھے کہ ہم نے امام زہری سے بہت زیادہ علم حاصل کیا ہے لیکن جب ولید بن یزید قتل ہوا تو ہم نے دیکھا کہ اس کے خزانہ سے جانوروں پر لدے ہوئے دفتر کے دفتر نکالے جا رہے ہیں اور یہ تمام کا تمام امام زہری کا املا کردہ علم تھا[2] - امام مصر حضرت لیث بن سعد جو خود بہت بڑے محدث اور عدیم النظیر فقیہ ہیں آپ کی جامعیت کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں میں نے امام زہری سے زیادہ جامع کسی کو نہیں پایا اور نہ علم میں آپ سے بڑھا ہوا کسی کو دیکھا ہے - آپ کی جامعیت کا یہ حال تھا کہ اگر میں آپ کو ترغیب و ترہیب میں بولتے سنتا تو سمجھتا آپ اس موضوع کو سب سے اچھا جانتے ہیں - اگر انبیاء کرام اور اہل کتاب کا تذکرہ فرماتے تو میں کہتا آپ کو اس فن میں خصوصی مہارت حاصل ہے - اگر عرب اور ان کے انساب کے بارہ میں اظہارِ خیال فرماتے تو مجھے گمان ہوتا کہ آپ اسے سب سے بہتر جانتے ہیں [illegible] کتاب و سنّت کی باری آتی تو اس موضوع پر آپ کا بیان اس قدر جامع ہوتا کہ متعلقہ بحث کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہ رہتا[3] امام بخاری صحیح سند کے ساتھ ابراہیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں -

ما رأى احدا بعد رسول الله	یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلى الله عليه وسلم جمع	کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے زہری
ماجمع الزهري -[4]	جتنا علم جمع کیا ہو -

مذکورہ بالا واقعات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ امام سفیان ثوری نے جو کہا ہے کہ جس دن امام زہری کا انتقال ہوا اس وقت روئے زمین پر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے زیادہ جاننے والا کوئی نہ تھا[5] اور امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز نے جو یہ فرمایا ہے کہ زہری سے علم حدیث سیکھو - آج ان سے بڑھ کر سنتِ صحیحہ کا علم رکھنے والا کوئی شخص باقی نہیں رہا[6] کس قدر مبنی بر حقیقت ہے

[1] حلیۃ الاولیاء ص ۳۶۱ ج ۳ [2] البدایہ والنہایہ ص ۳۴۴ ج ۹ و تذکرۃ الحفاظ ص ۱۰۶ ج ۱ [3] حلیۃ الاولیاء ص ۳۶۱ ج ۳ البدایہ ص ۳۴۲ ج ۹ [4] تہذیب الاسماء ص ۹۲ ج ۱
[5] حلیۃ الاولیاء ص ۳۶۰ ج ۳ [6] صفۃ الصفوہ ص ۷۸ ج ۲

اور آپ کی امانت وجلالت اور صداقت وعدالت پر کتنی واضح اور بیّن شہادت ہے جس سے ہمعصر اور بعد کے علماء پر آپ کا تقدم وتفوق روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔

علوم دین میں آپ کی اسی جامعیت اور ان کی نشرواشاعت میں آپ کی عدیم المثال خدمات جلیلہ کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے حافظ العصر امام ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں۔

حفظ الزهري الاسلام نحوا من سبعين سنة [1]	یعنی امام زہری نے کم وبیش ستّر سال تک اسلام کی حفاظت کی ہے۔

جامعیت اور کمال کے پیش نظر امت کے ہر طبقہ خصوصاً محدثین اور فقہاء نے آپ کے وجود کو غنیمت جانا۔ استفادہ اور کسب فیض کے لئے پروانہ وار آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ سفر وحضر میں تحصیل حکمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور آپ سے علم حدیث کے ساتھ ساتھ علم فقہ بھی حاصل کیا۔ پھر جہاں آپ سے حاصل کردہ احادیث کی اس قدر نشرواشاعت کی کہ کتب حدیث آپکی مرویات سے پر ہوگئیں۔ وہاں آپ کے فتاوی اور فقہی اجتہادات کو بھی قلم بند فرمایا اور ان کو بھی ایسا ہی معتبر اور مستند سمجھا جیسا آپ کی احادیث کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ جگہ جگہ اور موقعہ بموقعہ اپنے اپنے مسلک کی تائید کے لئے بطور استشہاد [illegible] ہے چنانچہ ہم نمونہ کے لئے صرف فن فقہ کی اوّلین کتاب مؤطا امام مالکؒ اور فن حدیث کی [illegible] بعد کتاب اللہ صحیح بخاری سے چند مثالیں نقل کرتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ آئمہ فقہ وحدیث کے نزدیک آپ کے اجتہادات کا کیا مرتبہ ومقام ہے۔

موطا امام مالک سے چند مثالیں امام مالکؒ کے نزدیک مسح خف میں استیعاب ضروری ہے ظاہر موزہ پر مسح کرنے کے چند اقوال ذکر کرنے کے بعد امام ابن شہاب زہری کا یہ قول بیان کر کے اسی کو پسند کیا ہے۔

انه سأل ابن شهاب عن المسح على الخفين كيف هو فادخل ابن شهاب احدى يديه تحت	یعنی امام مالک نے امام زہری سے موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے ایک ہاتھ موزہ کے نیچے اور دوسرا اس

[1] شذرات الذہب ص ۱۶۳/۱۶۲

الخف والاخرى فوقه ثم امرهما قال مالك وقول ابن شهاب احب ما سمعت الى فى ذلك[1]

کے اوپر رکھا پھر دونوں ہاتھوں کو پنڈلی کی طرف کھینچ دیا امام مالک فرماتے ہیں اس مسئلہ میں جتنے قول آئے ہیں مجھے ان سب میں امام ابن شہاب زہری کا قول زیادہ پسندیدہ ہے۔

(۲) امام مالک کے نزدیک حمل کی حالت میں حیض آ سکتا ہے اس لئے اگر یہ صورت پیدا ہو جائے تو عورت نماز روزہ چھوڑ دے۔ استشہاد میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے۔

انه سئال ابن شهاب عن المرأة الحامل ترى الدم قال تكف عن الصلوٰة قال مالك وذالك الامر عندنا[2]

یعنی آپ نے امام زہری سے اس عورت کے متعلق جسے حمل کی حالت میں خون شروع ہو جاتا ہے سوال کیا تو امام موصوف نے جواب میں کہا نماز نہ پڑھے امام مالک فرماتے ہیں ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

(۳) جنازہ میں کچھ تکبیریں فوت ہو جائیں تو بعض آئمہ کے نزدیک ان کی قضا ضروری نہیں بلکہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا جائے۔ امام مالک اور دوسرے بہت سے فقہاء کے نزدیک قضا ضروری ہے اس لئے لکھتے ہیں۔

انه سئال ابن شهاب عن الرجل يدرك بعض التكبير على الجنازة ويفوته بعضه فقال يقضى ما فاته من ذالك[3]

آپ نے امام زہری سے پوچھا اگر کسی کو جنازہ کی بعض تکبیریں ملیں اور بعض فوت ہو جائیں تو کیا کرے امام صاحب نے فرمایا اس سے جو تکبیر رہ جائیں ان کی قضا دے۔

(۴) امام مالک اس بات پر کہ ردی کھجوریں نصاب میں شمار تو ہوں گی لیکن عشر میں قبول نہیں کی جائینگی استدلال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

عن ابن شهاب انه قال لا

امام زہری فرماتے ہیں عشر میں جعرور،

---

[1] موطا امام مالک مع زرقانی ص۸۱ ج۲ لیکن باجی مالکی نے اسفل خف پر مسح کو استحصالی قرار دیا ہے اور اس کو مالکی مذہب بتایا ہے اور زہری کے فتوے کو اس پر محمول کیا ہے ص۸۱ ج۱ [2] ایضاً ص۱۱۹ ج۱ [3] ایضاً ص۶۱ ج۲

یوخذ فی صدقۃ النخل الجعرور	مصران فارۃ اور عذق ابن حبیق (یہ
ولا مصران الفارۃ ولا عذق بن	کھجور کی ردی قسمیں ہیں) قبول نہیں کی
حبیق قال وھو یعد علی صاحب	جائیں گی۔ ہاں نصاب میں شمار ہو جائیں گی
المال ولا یوخذ منہ فی	امام مالک فرماتے ہیں یہی حال
الصدقۃ قال مالک ومثل	بکریوں کا ہے۔ نصاب میں بچے
ذلک الغنم تعد علی صاحبھا	شمار ہوں گے لیکن زکوٰۃ میں بچے نہیں
بسخالھا والسخل لا یوخذ	لئے جائیں گے۔
فی الصدقۃ[1]	

(۵) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں شکار کرے اور اس کا تاوان دینے یا نذر پورا کرنے کے لئے اونٹ لائے جو راستہ میں مرجائے تو اس پر اس کے بدلے ایک اور اونٹ دینا واجب ہے اس کے استشہاد میں لکھتے ہیں۔

عن ابن شھاب انہ قال من	امام زہری فرماتے ہیں جو شخص تاوان دینے
اھدی بدنۃ جزاءً او نذراً او	یا نذر پوری کرنے یا حج تمتع میں قربانی دینے
ھدی تمتع فاصیب فی الطریق	کے لئے اونٹ لائے اور وہ راستہ میں مر
فعلیہ البدل[2]	جائے تو اسے ایک اور اونٹ دینا لازم ہوگا۔

صحیح بخاری میں آپ کے اجتہاد سے استدلال کے چند نمونے | مردار کی ہڈی گر جانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اس کی تائید میں امام بخاریؒ امام زہری کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔

وقال الزھری فی عظام الموتی	امام زہری ہاتھی وغیرہ مردہ جانوروں کی
نحو الفیل وغیرہ ادرکت	ہڈیوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے
ناسا من سلف العلماء یمتشطون	علمائے سلف کو ان سے بنے ہوئے شانوں کے
بھا ویدھنون فیھا لا یرون	ساتھ کنگھی کرتے اور ان سے بنے ہوئے برتنوں
بہ بأساً[3]	میں تیل لگاتے دیکھا ہے اور وہ اس میں (کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے)

[1] موطا امام مالک مع زرقانی ص ۱۲/۲ [2] موطا شریف مع زرقانی ص ۳۲۹/۲ [3] صحیح بخاری اصح المطابع ص ۳۵/۱

(۲) حنفیہ کے نزدیک تجارت کے غلاموں کا صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری نہیں امام بخاری کے نزدیک ہر مسلمان غلام کا صدقہ الفطر ادا کرنا واجب ہے خواہ خدمت کے لیئے یا تجارت کے لیئے آپ نے اپنا مسلک حدیث سے ثابت کیا ہے اور امام زہری کے قول سے اس کی تائید فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

قال الزھری فی المملوکین للتجارۃ یزکی فی التجارۃ ویزکی فی الفطر[1]	یعنی امام زہری نے کہا ہے کہ تجارت کے لیئے رکھے ہوئے غلاموں کی زکوٰۃ بھی ضروری ہے اور ان کی طرف سے صدقۃ الفطر بھی ادا کرنا چاہیئے۔

(۳) مفقود الخبر کے متعلق فقہاء مختلف ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کی بیوی ساری زندگی اس کا انتظار کرے اور اکثر کے نزدیک چار سال انتظار کرنے کے بعد عدت گزارے۔ پھر نکاح ثانی کرے۔ امام بخاری رح نے مختلف اقوال ذکر کرتے ہوئے امام زہری کا یہ قول ذکر کیا ہے

وقال الزھری فی الاسیر یعلم مکانہ لاتتزوج امراتہ ولایقسم مالہ فاذا انقطع خبرہ فسنۃ سنۃ المفقود[2]	یعنی جس قیدی کے متعلق معلوم ہے کہ وہ فلاں جگہ رہتا ہے اس کی بیوی شادی نہ کرے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے۔ ہاں اگر اس کی خبر آنا بند ہو جائے اور موت و حیات کا کچھ پتہ نہ چلے تو اس کا حکم مفقود الخبر کا حکم ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ امام زہری کے نزدیک مفقود الخبر کی بیوی چار سال کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے۔

(۴) اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ذبح کرتے وقت اللہ تعالےٰ کا نام لیتے ہیں یا نہیں امام صاحب اس پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وقال الزھری لاباس بذبیحۃ نصاری العرب وان	امام زہری نے کہا ہے نصاری عرب کے ذبیحہ میں کوئی مضائقہ نہیں اگر تم انہیں

---

[1] صحیح بخاری اصح المطابع صہ ۲۰۵ ج ۱ [2] صحیح بخاری مع فتح الباری صہ ۱۹۹ جز ۲۲

سمعته یسمی بغیر الله	غیر اللہ کا نام (مثلاً باسم المسیح) لیتے سنو
فلا تاکل وان لم تسمعه	تو نہ کھاؤ اور اگر تم نے نہیں سنا تو اللہ تعالیٰ
فقد احله الله وعلم	نے ان کا ذبیحہ حلال قرار دیا ہے اور وہ
کفرهم[1]	ان کے کفر کو جانتا ہے۔

مالی حالت زندگی کے ابتدائی دن عسرت اور تنگ دستی میں گزرے کیونکہ والد آپ کو انتہائی غربت اور افلاس میں چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے۔ کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ ادھر مدینہ طیبہ میں قحط پڑ گیا۔ جس سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو سخت قسم کی فاقہ مستی سے دوچار ہونا پڑا۔ جب حالت نازک ہو گئی اور اصلاح حال کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپ مجبوراً تعلیم چھوڑ کر توکل علی اللہ طلب معاش میں شام کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ ایک دن آپ جامع دمشق میں ایک بہت بڑے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک حسین وجمیل اور خوش پوش آدمی آیا اور کہنے لگا۔ آج امیر المومنین کے پاس ایک ایسا کٹھن مسئلہ آیا ہے کہ جب سے وہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے ہیں کبھی ایسا مسئلہ پیش نہیں آیا۔ پھر اس نے وہ مسئلہ بیان کرتے ہوئے کہا کیا آپ حضرات میں سے کوئی صاحب اس کو حل کر سکتے ہیں۔ سب لوگ خاموش رہے مگر آپ نے کہا ہاں! میں اسے حل کر سکتا ہوں چنانچہ وہ آدمی آپ کو عبدالملک کے پاس لے آیا اور آتے ہی آپ نے نہایت آسانی کے ساتھ اس کی وہ الجھن دور کر دی۔

عبدالملک یہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پوچھنے لگا آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں محمد بن مسلم ابن شہاب زہری ہوں اور مدینہ منورہ سے آیا ہوں۔ یہ سن کر عبدالملک بولا اچھا! تم مسلم بن شہاب زہری کے بیٹے ہو؟ واللہ! تمہارا باپ بڑا فتنہ پرداز تھا۔ اس نے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مل کر ہمیں بہت صدمہ پہنچایا ہے۔ آپ نے کہا امیر المومنین! یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو "لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم" کہہ کر معاف فرما دیا تھا آپ کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ عبدالملک بولا ہاں! ہاں! میں بھی "لا تثریب علیکم الیوم یغفر الله لکم" کہتا ہوا اپنا غصہ ترک کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے کہا امیر المومنین!

---

[1] صحیح البخاری مع فتح الباری ص۳۰۳ جز ۲۳۔

بیت المال کے رجسٹر میں میرا نام درج نہیں ہے۔ اس میں میرا نام درج کروا کر میرا وظیفہ مقرر کر دیجئے۔ عبدالملک نے کہا لیکن "جب سے تمہارے شہر والے دشمن سے مل کر ہمارے خلاف لڑے ہیں ہم نے وہاں کے کسی شخص کو وظیفہ نہیں دیا ہے" مگر تاہم اس نے آپ کی علمی قابلیت، اجتہادی استعداد اور ہونہاری سے متاثر ہو کر اپنے وزیر خزانہ قبیصہ کو آپ کا وظیفہ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ اس پر آپ نے کہا۔ امیرالمومنین! وظیفہ تو اپنے وقت پہ ملے گا مگر اس وقت نہ صرف ہم بلکہ سارے شہر والے سخت قحط میں مبتلا اور خطرناک حالات سے دوچار ہیں یہ سن کر عبدالملک نے بہت سارو پیہ اور ایک خادم آپ کے حوالہ کیا۔[1]

یہ عبدالملک سے آپ کی پہلی ملاقات ہے جو طالب علمی کے زمانہ میں ۸۰ھ میں ہوئی۔ ایک روایت میں ہے۔ عبدالملک نے میرا امتحان لیا اور میری طرف سے تسلی بخش جواب پا کر بہت خوش ہوا۔ میرا تمام قرض ادا کر دیا اور مجھے گراں قدر انعام دے کر کہا

اطلب العلم فانی اری — علم حاصل کرو۔ تمہاری آنکھ حافظہ اور
لك عینا حافظة وقلبا ذکیا[2] — دل صاف ہے۔

چنانچہ آپ وہاں سے واپس آئے اور نہایت اطمینان اور فارغ البالی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہوئے۔ (باقی)

(بقیہ از صفحہ ۲۹۵)

اور وہ کتابیں بھی جن کا بہ امعان نظر انہوں نے مطالعہ کیا۔

(ج) امام صاحب کا اندازِ حیات۔

(د) وہ زمانہ جو امام صاحب کو ملا عام اس سے کہ انہوں نے اس عہد سے استفادہ کیا ہو یا اس سے جنگ کی ہو، کیونکہ قوی شخصیت رکھنے والا عالم اپنے زمانہ سے ایجابی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اسی طرح سلبی طور پر بھی متاثر ہوتا ہے۔

اب ہم الگ الگ ان امور پر گفتگو کریں گے۔ (باقی)

---

[1] البدایہ والنہایہ ص ۳۴۶/۹ [2] ایضاً ص ۳۴۴/۹